دور حاضر میں اہل سنت کو درپیش چیلنجز

از: فردین احمد خاں فرؔدین رضوی
(پیلی بھیت شریف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک و تعالی کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ بلندی کے اس مقام سے بھی زیادہ بلند تر ہے جہاں تک کبھی انسان کی فکر پرواز کرنے کے خواب بھی نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ یوں کہیں تو غلط نہ ہوگا کہ انسان کی فکر ناپائے دار کو حکمت خداوندی کے ذرّے سے بھی ادنی نسبت نہیں۔ اللہ تبارک و تعالی ہی ہمارا خالق ہے اور وہی ہمارا مالک، اور یہ اسی کا احسان عظیم تو ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے محبوب، دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل، جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پاک امت، اس عظیم ملت میں پیدا فرمایا۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ یہ ملت اسلامیہ بھی کوئی معمولی قوم نہیں ہے، برسوں لوگوں نے اس کے وجود کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی ہیں، اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کی انتھک سازشیں کی ہیں اور پھر بھی وہ لوگ ہاتھ ملتے دنیا سے رخصت ہوگیے اور یہ ملت آج بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ باقی ہے۔ مگر کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ایسا اس لیے ہوا کہ سازشیں ہوتی رہیں اور ملت کے نوجوان، دانشوران امت، علماو مشائخ سب چین کی نیند سوتے رہے، اور اپنے آپ ہی ساری سازشیں خاک میں مل گئیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان سازشوں کو ناکام بنانے میں ان تمام ہستیوں نے خون پسینہ ایک کر کے، راتوں کی نیند کو خیر باد کہہ کر، اپنا تن من دھن سب کچھ داؤں پر لگا کر، اور بے شمار قربانیاں دے کر اس ملت کو ذلت و رسوائی کے اندھیروں سے بچایا ہے۔ اور یہ انہی لوگوں کی کاوشوں کا ثمرہ ہے جس کی توفیق بلاشبہ انہیں ان کے خالق و مالک عزوجل نے دی تھی، جس کی وجہ سے آج بھی یہ پودا ہرا بھرا اور لہلہاتا نظر آرہا ہے۔

اس مختصر تمہید کا مقصد جزوی طور پر یہ تو ہے کہ آپ کو اسلاف کے کارنامے یاد دلاؤں، مگر اس کے سوا اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ آپ کو یہ یاد دلاؤں کہ زندہ قوموں کو ہر روز نئے مسائل، نئی مشکلات اور نئے چیلنجز درپیش ہوتے ہیں۔ اگر وہ قوم زندہ ہے تو اسے یقیناً ہر روز ایک نئی جنگ کے لیے تیاری کرنا ہوتی ہے، ایک جدید محاذ پر لڑائی کے لیے

اپنے ساز وسامان درست کرنے ہوتے ہیں، اور یہ مسلسل جد وجہد ہی اس قوم کی زندگی کی علامت ہوا کرتی ہے۔ جس طرح پہلے اس ملت پر کفر والحاد کے کالے خوفناک بادل آئے اور اپنا پورا زور اس بات پر دیا کہ اپنے اندر کے طوفان سے اس بستی کو تباہ وبرباد کر دیں، ٹھیک اسی طرح آج بھی کچھ ایسے نادان، دشمن وجدان موجود ہیں جو اسی طرح کے عزائم دل میں لئے بس اسی بات کے انتظار میں ہیں کہ کہیں انہیں ایک موقع ملے اور وہ امت رسول ہاشمی فداہ امی وابی، صلی اللہ علیہ وسلم پر شب خون ماریں۔ اب یہ ذمہ داری ہماری ہے کہ ہم ہر طریقے سے اس ملت کی حفاظت کی کوشش کریں جس کے دفاع کے لیے ہمارے بزرگوں نے سر دھڑ کی بازی لگائی تھی۔

میں کوئی مفکر یا دانش ور تو نہیں کہ آپ کو تفصیل اور دقت فکر و نظر کے ساتھ ایک فاضلانہ لہجے میں آنے والے خطرات سے آگاہ کروں، یا کسی خوب صورت نغمہ گو کی طرح بات کو ساز میں ڈھال کر آپ کے دلوں پر نقش کر دوں۔ میں تو فقط ایک تماشائی ہوں، جو دنیا میں برپا اس تماشے کو ایک کونے میں کھڑا دیکھ رہا ہے، اور آپ اپنے آپ سے باتیں کیے جا رہا ہے، کوئی راہ گیر اسے دیکھتا ہے تو پاگل کہہ دیتا ہے اور کوئی ہے کہ دیوانے کے لقب سے نواز دیتا ہے۔ اب آیئے ذرا کان میرے قریب کیجے تو کچھ کام کی باتیں گوش گزار کروں۔

اہل سنت وجماعت، دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت، امّت کی نمائندگی کا سہرا جس مبارک سواد کے سر پر ہے، عقیدہ واعتقاد میں سب سے پاکیزہ موٴقف کا مالک گروہ، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے دور سے سب سے زیادہ فکری قرب بھی حاصل ہے اور عملی ہم آہنگی بھی۔ یہ یقیناً ان پاک ہستیوں کی جماعت ہے جس نے ہر دور میں الحاد وبے دینی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور طاغوتی طاقتوں کو ہر محاذ پر شکست فاش دی ہے۔ مگر اب اگر آپ دل لگتی بات پوچھیں، تو حقیقت کچھ یوں ہے کہ آج ہمارا حال بہت خستہ ہو چکا ہے۔ اس قدر کہ ہم مختلف وجوہات کی بنا پر گروہوں میں بٹ چکے ہیں، کہیں نسب کی وجہ سے، کہیں خانقاہی اختلاف، کہیں محض طبیعت کی موافقت نہ ہونا اور کہیں اپنا ذاتی مفاد بھی کار فرما ہوتا ہے۔ بات کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ترتیب وار وہ چیلنجز آپ کی خدمت میں پیش کر دوں جن سے نپٹنا ہمارے لیے اس دور میں لازمی ہے۔ وباللہ التوفیق

۱)۔ متحدہ کوششوں کا فقدان (Lack of Team Work)

ٹیم ورک ایک ایسا طریقہ ہے جو کسی معمولی سے کام کو بھی غیر معمولی کامیابی کا تاج پہنا سکتا ہے۔ اب جاننے کی ضرورت کہ آخر ٹیم ورک ہے کیا؟ اور اس سے بھی قبل یہ کہ آخر ٹیم کیا ہے؟ تو اجتماعی تعلقات کے ماہرین کہتے ہیں کہ:

We define teams as identifiable social work units consisting of two or more people with several unique characteristics...

یعنی ٹیم دو یا مزید افراد کے اس گروہ یا جماعت کا نام ہے جو اپنے ذاتی تشخص سے پہچانی جاے اور جس میں کچھ مخصوص اوصاف پاے جائیں۔ ان اوصاف میں کئی باتوں کا ذکر ہے مگر سر دست یہ کہ:

...These characteristics include a) shared values and goals b) clearly assigned roles and responsibilities c) dynamic social interaction with meaningful interdependencies...

اور ان اوصاف میں سے ہے: ب)۔ مشترکہ مقاصد۔ ج)۔ (ہر فرد کی) صاف اور واضح ذمہ داریاں۔ ح) مسلسل رابطہ مع معقول باہمی مفاد۔

یہ تو رہی ٹیم اب آتے ہیں ٹیم ورک پر۔ تو اس کی بابت ماہرین فرماتے ہیں:

...Teamwork is a process that describes interactions among team members who combine collective resources to resolve task demands.

[BMJ Open]

ٹیم ورک اس عمل کا نام ہے جو ٹیم کے ممبران کے مابین کسی طرح کے تبادلے کو بیان کرتا ہے۔ یہ ممبران اپنی اجتماعی قوت کو یک جا کر کے ایک مشترک ہدف حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[۱]

ہمارے لیے یہ از حد ضروری ہے کہ ہم ان مفاہیم کو سمجھیں اور اس پر عمل کی کوشش کریں۔ اور اکثر دیکھا یہ گیا ہے کہ ہماری جماعت کے اندر جو جماعتیں ہیں، تحریکیں ہیں وہ تو کسی طرح اس پر عمل کرنے کی کوشاں ہیں، مگر زیادہ تعداد ہمارے بیچ آزاد کام کرنے والوں کی ہے جنہیں ہم فری لانسر (Freelancer) کہتے ہیں۔ ہر فری لانسر خود میں اپنے آپ کو کامل و اکمل سمجھتا ہے اور کسی سے تعاون عمل کی ضرورت یا توقع نہ کرتا ہے نہ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سب تو خود کو ون مین آرمی (One Man Army) گردانتے ہیں، اشتراک عمل کا خیال بھی ہمارے ذہن کے دروازے پر کیوں دستک دینے لگا۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم مشترک عمل کی طاقت کو پہچانیں اور اپنی اجتماعی قوت کو بڑھانے میں اپنی صلاحیتوں کو صرف کریں۔

۲)۔عالمی پیمانے پر سنی قیادت(Sunni Representation at a Global Level)

یہ بھی ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس پر اکثر قائدین کی نگاہ نہیں۔ عالمی پیمانے پر اگر دیکھا جائے تو سنیوں کی ایک متحدہ اور مسلمہ قیادت ہونی چاہیے جس کو دنیا کا ہر ملک تسلیم کرے۔ دراصل ہمارے پیشواؤں نے اس میدان کو ایسا خالی چھوڑا کہ آج کل عالمی سطح پر جنھیں بھی سنیت کا پیشوا مانا جارہا ہے وہ یا تو صلح کلی ہیں یا پرلے درجے کے مطلب پرست اور حب جاہ کے پتلے۔ اب دنیا تو انہی کو اصل سمجھ رہی ہے اور جیسا وہ چاہتے ہیں کسی بھی بات کو سنی خیالات بتا کر مشتہر کردیتے ہیں اور دنیا اسی کو سنیت کا حصہ تسلیم کرلیتی ہے۔ جان کی امان ملے تو عرض کروں کہ اس طرح جو تیزی سے لوگ گمراہ ہورہے ہیں اس کا وبال کس کے سر ہے؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ عالمی اداروں سے روابط درست کیے جائیں اور سنیت کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کیا جاے۔ ورنہ لوگ آگے چل کر یہ بھی بھول جائیں گے کہ اصل میں سنیت کا صحیح خد و خال ہے کیا اور ان گمراہوں کی پھیلائی ہوئی خرافات کو بھی سنی عقیدہ کا جزو تسلیم کرلیں گے۔

ایک شدید پروپگینڈہ(Propaganda)

ہم لوگ تو چادر تان کر چین کی نیند سویے ہوے ہیں، ہمیں تو ہوش ہی نہیں ہے کہ کس طرح ایک منظم سازش کے تحت ہمیں مین اسٹریم اسلام(Mainstream Islam) سے الگ کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا جارہا ہے اور ہمارے عقائد و نظریات کو ایک فرقہ محض کے اوہام و خیالات بتاے جارہے ہیں۔ ہم جو کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے فکری وارث ہیں، امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں، امام نبھانی رضی اللہ عنہ کے مسلک سے موافقت رکھتے ہیں، خود ہم سے اہل سنت و جماعت کی باگ ڈور چھینی جارہی ہے اور ہم ہیں کہ غفلت کی نیند سوئے ہوے ہیں۔

ع جہاں تک داد دی جاے وہ کم ہے اس تغافل کی[ب]

یہی حال رہا تو وہ دن بھی دور نہیں ہے کہ جب لوگ ہمارے اہل سنت ہونے کے دعوے پر انگشت نمائی کریں گے اور ہم محض ایک کلٹ(Cult) بن کر رہ جائیں گے دنیا کی نظر میں۔ سیدی سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے ہمارے عقائد و معمولات کو استدلال کی زبان بخشی ہے ہمارے بزرگوں کے طریقوں کو قرآن و

حدیث سے ثابت کیا ہے، اور ان کا مسلک ہمیشہ یہ تھا کہ دنیا کے سامنے اہل سنت کے سچے مذہب کی تبلیغ کی جاے۔ نہ جانے اس دوران وہ کون سا وقت آیا کہ ہم نے یہی کرنا بند کر دیا اور بس اپنے اپنے لیے ذریعۂ معاش کی طلب میں منہمک ہو گیے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں احساس سود و زیاں عطا فرماے۔

۳)۔ علما پر سے اٹھتا اعتماد (Credibility of Scholars)

شاید ہمارے وقت کا سب سے بڑا المیہ یہ بن چکا ہے کہ آج کا آدمی، یوٹیوب پر آنے والے زید و عمرو کو تو سننے کے لیے تیار ہے۔ اس کے ہر بتائے مسئلے پر لبیک کہنے کو تیار ہے، مگر اپنی ہی مسجد و مدرسہ کے ایک قابل اور باصلاحیت عالم کی سننے کو تیار نہیں ہے۔ علما پر سے اس قدر اعتماد کا فقدان شاید پہلے کبھی نہ دیکھا گیا ہوگا۔ لوگ اس درجہ بے زار ہو چکے ہیں کہ بس الامان و الحفیظ! اور اس میں بھی مکمل خطا ان لوگوں کی نہیں ہے، باقاعدہ ایک تحریک چلا کر اور اس سازش کو منظم کر کے اس پر عمل کیا گیا کہ کسی طرح لوگوں کی نگاہ میں علما اور ان کے فتوے کی قدر کو ختم کیا جائے، باضابطہ پیسے دے کر عالم نما، لمبی ریشوں والے حضرات خریدے گیے اور ان سے ایسے فتوے بھی لکھوائے گیے کہ جس سے عوام کا اعتماد اپنے علما سے اٹھ جائے۔ جیسے ہی معتبر عالم نے کسی جدید مسئلہ پر فتویٰ صادر فرمایا، فوراً ان فروخت شدہ حضرات کی خدمت لی گئی اور کسی بھی طرح بس اس عالم کے صادر شدہ حکم کے خلاف تحریر لکھوائی گئی اور مشتہر کر دی گئی۔ اب عوام اس شش و پنج میں کہ مفتی ان کے نام کے آگے بھی لکھا ہے اور علامہ ان صاحب کے نام کو بھی زینت دے رہا ہے آخر مانوں تو مانوں کس کی۔ ایسے میں آپ نے ایک بہت خطرناک جملہ سنا ہوگا لوگوں کی زبانی، "ارے، ان کا کام ہی ایسے فتوے دینا ہے بس!"۔ اس منظم سازش کا منظم جواب دینا بھی بہت ضروری ہے اور دوبارہ سے علما کا اعتماد عوام میں قائم کرنا بھی لازمی ہے۔ خاص طور سے ان فروخت شدہ زر پرست مولویوں کی نشان دہی کی جاے اور پھر ہر نئے مسئلہ میں بہت احتیاط کے ساتھ ہر سازش کو بھانپ کر اس کا تدارک کیا جائے تاکہ عوام میں بھی کسی طرح کا خلفشار نہ ہو۔

۴)۔ اسناد یا شہرت (Credibility v/s Popularity)

ماہرین ذرائع ابلاغ اور فلاسفہ نے اس پر بہت طور طویل کلام کیا ہے کہ کیا شہرت ہی معتبر ہونے کی سند ہے؟ میں اس خداداد مقبولیت کی بات نہیں کر رہا جو اولیا کا خاصہ ہوتی ہے بلکہ میں تو اس شہرت کی بات کر رہا ہوں جو آج کل شوسل میڈیا کے ذریعے یتیم العلم لوگوں کو بھی مل گئی ہے، اور دنیا انہیں اسلامک اسکالر، مجدد، مفکر، بینگن کی سبزی اور پتا نہیں

کیا کیا بلانے لگی ہے۔ اچھا پھر میں اس بات کا بھی دعوی کر سکتا ہوں کہ سلف سے خلف تک کبھی ہمارے علما اور دانشوران نے ایسے سستی شہرت کو معیار نہیں بنایا، اپنے زمانے میں بہت سے گمراہوں کے پیچھے بھی ایک لمبی بھیڑ تھی، بلکہ وقت کے خلیفہ کہے جانے والے بھی ان کی جھولی میں آ کر بیٹھ گیے، مگر اس وقت میں بھی اگرچہ حق ایک ہی آدمی کہہ رہا تھا مگر حق وہی تھا۔ معتزلہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ کی مثال ہم سب جانتے ہیں۔ اسی مسئلہ پر ماہرین ابلاغ نے کافی دقت کے ساتھ تحقیق کی ہے اور کافی حیرت انگیز نتائج بھی بر آمد کیے ہیں جس کا لب لباب یہی ہے ہمیں کسی کی بھی شہرت کو اس کے حق پر ہونے کا معیار ہر گز نہیں ماننا چاہیے [۲]، خاص طور پر جب ہمیں پتا ہے کہ ہمارا طریقہ ہمارا مسلک قرآن، حدیث، اجماع، اقوال ائمہ کو ہمارے لیے مشعل راہ بتاتا ہے۔ اس تفصیل پر یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ اگر آپ کسی کو کچھ کہتا پائیں تو پہلے اس کی بات کو اپنے مسلک پر پیش کریں، نہ یہ کہ پہلے اس کی شہرت دیکھ کر متاثر ہو جائیں اور پھر خود سے سوال کریں کہ ارے! اگر یہ اتنا ہی گمراہ ہوتا تو اس کے اتنے ماننے والے، چاہنے والے، اتنے فالوؤرس کیوں ہوتے؟ جان لو۔

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا [ج]

تتمہ

آخر کلام میں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ یہ جتنے بھی مسائل پیش کیے گیے، یہ تو بس ایک جھلک ہیں، مکمل تصویر کشی کے لیے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ دنیا میں اس وقت اتنا کچھ چل رہا ہے کہ ہر مسئلے، ہر بات کو احاطۂ تحریر میں لانا بھی مشکل ہے، خاص کر کے جب میں نے اتنے وسیع موضوع کا انتخاب کیا جس کا تعلق ایک فرد سے نہیں بلکہ ایک پوری جماعت سے ہے۔ اگر جن باتوں کو ذکر کیا گیا، پہلے انہیں کا ہم تدارک کر لیں تب بھی اپنی جماعت کو بہت بڑے نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

اخلاص عمل مانگ نیاکان کہن سے
'شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا' [د]

مصادر و مراجع

[۱]۔بی جے ایم۔ تحقیقی مقالہ۔جان بی شمٹز،لاریز ایل، تنجا مینسر۔رابطہ لنک:

https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC6747874/

[۲]۔مقالہ برائے تحقیق، جگی رچی، حوالہ:

Jaggi, Ruchi. (2009). Popularity vs. Credibility: An analysis of public perception of sensationalism in Indian television news. IMS Manthan. 4. 171-179.

اشعار

[ب]۔عامر صدیقی۔غزل۔

[ج]۔نامعلوم شاعر۔

[د]۔محمد اقبال،ڈاکٹر،ارمغان حجاز،بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو۔